AZHARI DARUL IFTA
Imam Ahmad Raza Learning And Research Centre, Near Ayesha Masjid Wadala Road Nasik - Pin Code: 422011
ازہری دار الافتاء
امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر نزد عائشہ مسجد وڈالا روڈ ناسک
Regd No.: F13760(NA)
Ref No.: ADI-26-1570
Date.: 16/11/2026

# مہر کی ادائیگی سے قبل طلاق دینے پر مہر کے احکام

## کیا رشتہ ٹوٹنے پر منگنی میں دے ہوئے زیورات اور جوڑے واپس کرنا لازم ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

ابھی کچھ دن قبل میری بہن کو اس کے شوہر نے طلاق دیا اور اس کے مہر کی رقم اب تک شوہر نے ادا نہیں کیا ہے، اس کے متعلق حکم شرع بتائیں، نیز جب ان دونوں کا رشتہ ہوا تھا اس وقت مرد نے لڑکی کو کچھ تحفے دیئے تھے تو کیا اب ان تحفوں کو بھی لوٹانا پڑے گا؟ آپ حضور والا سے گزارش ہے کہ مجھے جواب عنایت فرمائیں، عین نوازش ہوگی؟

**المستفتی**: محمد اجمل کوکنی ناسک، مہاراشٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**حامدا و مصلیا و مسلما الجواب ـــــ بعون الملک الوھاب**

صورت مسئولہ میں سائل نے استفتا میں اس امر کی وضاحت نہیں کی کہ یہ طلاق دینا میاں بیوی میں خلوت صحیحہ یا وطی سے قبل ہوئی ہے یا بعد خلوت صحیحہ و بعد وطی، نیز یہ بھی صاف طور پر نہیں لکھا کہ دونوں میں مہر مقرر ہوا تھا یا نہیں؟ ایسی صورت میں مہر کے حوالے سے کئی صورتیں ہیں اور ہر صورت کا حکم مختلف ہے، ذیل میں تمام صورتوں کو جدا جدا اور ان کے احکام الگ الگ تفصیل سے لکھے جاتے ہیں۔

**[۱]**۔۔۔ اگر عورت کا مہر مقرر تھا اور میاں بیوی میں ہمبستری یا خلوت صحیحہ ہو جانے کے بعد عورت کو طلاق ہوئی تو عورت کو مقرر شدہ پورا مہر ملے گا، اس میں سے کچھ کمی نہیں ہوگی۔

**[۲]**۔۔۔ اور اگر مہر مقرر تھا اور میاں بیوی میں ہمبستری یا خلوت صحیحہ سے پہلے عورت کو طلاق ہوگئی تو عورت کو آدھا مہر ملے گا، البتہ اگر شوہر زیادہ دینا چاہے تو دے سکتا ہے، مگر نصف مہر سے زیادہ دینا شوہر پر واجب نہیں۔

**[۳]**۔۔۔ اور اگر عورت کا مہر مقرر نہ ہوا تھا اور طلاق واقع ہوگئی تو دیکھیں گے کہ یہ طلاق وطی یا خلوتِ صحیحہ سے قبل ہوئی یا بعد؟ اگر طلاق وطی یا خلوت صحیحہ ہو جانے کے بعد طلاق ہوئی تو عورت کو مہر مثل ملے گا اور اگر میاں بیوی کے درمیان وطی یا خلوت صحیحہ ہو جانے سے قبل طلاق ہوئی تو عورت کو چند مخصوص سامان دیا جائے گا جنہیں عربی میں ''متعہ'' کہا جاتا ہے اور مخصوص سامان سے مراد عورت کے پوشاک جیسے قمیص، پاجامہ، دوپٹا ہے۔ اور مہر مثل سے مراد: عورت کے والد کی طرف سے خاندان کی اس جیسی عورتیں جیسے عورت کی بہن، پھوپھی، چچا کی بیٹی وغیرہا کا جو مہر مقرر ہوا ہو ہے، اس کو بھی وہی مہر ملے گا۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

''والمهر يتأكد باحد معان ثلاثة :الدخول والخلوة الصحيحة ، و موت احد الزوجين ، سواء كان مسمىٰ ، او مهر المثل حتى لا يسقط منه شيء بعد ذلك الا بالابراء من صاحب الحق كذافي البدائع ، ان تزوجها ولم يسم لها

مهر او تزوجها علی ان لا مهر لها ، فلها المهر مثلها ان دخل بها او مات عنها ، وکذا اذا ماتت هی فان طلقها قبل الدخول والخلوة فلها المتعة"

[کتاب النکاح الباب السابع ، الفصل الثانی ، فیما یتأکد به المهر المتعة ، ج ۱ ، ص ۳۷۹ : ، مکتبہ فیصل]

فتاویٰ رضویہ میں ہے :

خلوت صحیحہ وجوب مہر کی شرط نہیں ، وجوب مہر تو عقد نکاح سے ہوتا ہے ، ہاں خلوت سے مہر متأکد ہو جاتا ہے ، بایں معنیٰ کہ اگر پیش از وطی وخلوت صحیحہ طلاق دیتا تو نصف مہر لازم آتا ہے ، اب کہ خلوت واقع ہوگئی کل لازم آئے گا۔

[فتاویٰ رضویہ ، مترجم ، ج ۱۲ ، ص : ۱۴۳]

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

نکاح میں مہر کا ذکر ہی نہ ہوا یا مہر کی نفی کر دی کہ بلا مہر نکاح کیا تو نکاح ہو جائے گا ، اور اگر خلوت صحیحہ ہوگئی یا دونوں سے کوئی مر گیا تو مہر مثل واجب ہے بشرط کہ بعد عقد آپس میں کوئی مہر طے نہ پایا گیا ہو اور اگر طے ہو چکا تو وہی طے شدہ ہے ، یوہیں اگر قاضی نے مقرر کر دیا تو جو مقرر کر دیا وہ ہے اور ان دونوں صورتوں میں مہر جس چیز سے مؤکد ہوتا ہے ، وہ مؤکد ہو جائے گا اور اگر مؤکد نہ ہوا بلکہ خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق ہوگئی ، تو ان دونوں صورتوں میں بھی ایک جوڑا کپڑا واجب ہے یعنی کرتہ ، پاجامہ ، دوپٹا۔

[بہار شریعت ، مہر کا بیان ، ج ۲ ، ص ۶۶]

بوقت رشتہ (منگنی) دلہن کو دو طرح کی چیزیں دی جاتی ہیں ، **اول : جوڑے** ۔ اور **دوسرے : زیورات** ۔ ان شہروں میں اول میں عرف یہ ہے کہ اس قسم کی چیزیں بطور تحفہ وتملیک دی جاتی ہیں ، انھیں واپس لینا کچھ بھی متصور نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ عورت کو اپنے طور پر ان جوڑوں کو برتنے کا حق ہوتا ہے ، اس میں شوہر یا والدین زوج کا کسی قسم کا کوئی تصرف وخلل نہیں رہتا ، لہذا اس قسم کی چیزوں کی مالک بعد قبضہ دلہن ہے اور بصورتِ تفریق وطلاق عورت پر اس طرح کی چیزوں کو لوٹانا لازم نہیں ، اور زیورات میں عرف یہ ہے کہ یہ چیزیں بطور عاریت صرف پہننے کو دی جاتی ہیں نہ کہ بطور تملیک اور ہبہ کے ، الا یہ کہ دولہا یا اس کے اہل خانہ نے صراحت کر دی ہو کہ یہ زیورات دلہن کو بطور تملیک وہبہ یا مہر میں دیے جاتے ہیں ، اس صورت کا حکم یہ ہے کہ اس کی مالک بھی عورت ہے ، بعد طلاق اس کا بھی لوٹانا واجب نہیں ، ہاں بطور مہر دینے کی تصریح کے سبب اتنا مہر میں وضع ہو جائے گا ، صورت مسئولہ میں اگر دولہا یا اس کے اہل خانہ نے بوقت رشتہ دلہن کو وہ زیورات مالک بنانے کے طور پر دیے تھے تو اس کی مالک دلہن ہے اور بعد طلاق ان کا لوٹانا لازم وضروری نہیں یا بطور مہر دینے کی تصریح کر دی ہو تب بھی وہ ملک زن ہے ہاں اِس صورت میں جتنا دیا اتنا مہر میں وضع ہو جائے گا اور اگر یہ دونوں صورتیں نہ ہوں تو بر بنائے عرف زمان وعادتِ بلاد اس کا مالک دولہا یا اس کے اہل خانہ ہیں اور بعد طلاق ان سب کا لوٹانا لازم وضروری ہے۔

ردالمحتار حاشیہ درمختار میں ہے :

"ومن ذلک مایبعثه الیها قبل الزفاف فی الاعیاد والمواسم من نحو ثیاب وحلی وکذا مایعطیها من ذلک اومن دراهم اودنانیر صبیحة لیلة العرس ویسمی فی العرف "صبحة" فان کل ذلک تعورف فی زماننا کونه هدیة لا من المهر ولا سیما المسمی صبحة فان الزوجة تعوضه عنها ثیابا ونحوها صبیحة العرس ایضا۔"

[کتاب النکاح ، باب المهر ، مطلب فیما یرسله الی الزوجة ، ج : ۴ ، ص : ۳۰۳]

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

”بعث الزوج الی اهل زوجته اشیاء عند زفافها منها دیباج، فلما زفت الیه اراد ان یسترد من المرأة الدیباج لیس له ذلک اذا بعث الیها علی جهة التملیک وقال فی الواقعات: ان کان العرف ظاهرا بمثله فی الجهاز کما فی دیارنا فالقول قول الزوج وان کان مشترکا فالقول قول الاب ملخصا“

[کتاب النکاح، الباب التاسع فی المهر، الفصل السادس عشر فی جهاز البنت، ج:۱، ص: ۳۹۳، مکتبہ: فیصل]

امام اہل سنت امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

جہیز تو سب عورت کا ہے اس میں کسی کا حق نہیں، اور چڑھاوے کا اگر عورت کو مالک کر دیا گیا تھا، خاص صراحۃً کہہ دیا تھا کہ ہم نے اس کا تجھے مالک کیا یا وہاں کے رسم وعرف سے ثابت ہو کہ تملیک ہی کے طور پر دیتے ہیں جب تو وہ بھی عورت ہی کی ملک ہے ورنہ جس نے چڑھایا اس کی ملک ہے، باقی مال وزر جو اپنے باپ کے یہاں سے لائی یا شوہر کے باپ نے بطور تملیک اس کو دیا یعنی ہبہ کر کے قبضہ دے دیا وہ بھی عورت ہی کی ملک ہے اور اگر گھر کے خرچ کے لیے دیا اور مالک نہ کیا یا بطور امانت اس کے پاس تھا تو شوہر یا اس کا باپ جس کا تھا اسی کا ہے۔ [فتاویٰ رضویہ قدیم، کتاب النکاح، باب الجہاز، ج:۵، ص:۵۶۲]۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

ابوالاختر مشتاق احمد امجدی غفرلہ

خادم: ازہری دارالافتاء، ناسک

امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر، ناسک

۴ر جمادی الآخرہ ۱۴۴۸ھ مطابق ۱۶ر نومبر ۲۰۲۶ء